تفردات امام اعظم ابوحنیفہؒ

عبدالصمد

ریسرچ اسکالر شعبہ علوم اسلامی

ABSTRACT:

Hazrat Noman Bin Sabit, identified as Imam-e-Azam Abu Hanifa is the person who dedicated and forfeited his entire life for the sake of Islam. He had got a high-quality awareness of Quran and Sunnah. He extracted many rules in accordance with Quran and Sunnah exerting the expertise of investigative and analytical way of thinking. People raised many objections against him on his effort. But the work is done by this person is really very a big service of Islam. Numerous people have been getting benefits from the job he did till the time. It is narrated that eighty three thousands rules and laws of Shariah are argued by Imam-e-Azam Abu Hanifa, Thirty Eight Thousand are about reverence and the others are about the issues. This will be really very good as well as beneficial work, if his complete effort is compiled and reviewed, discriminating with the problems of present era. Here a dot of his work is compiled with the help of very few sources but putting in an extreme effort. Because it is time taking work and require an excessive attentiveness with excellent focus. Moreover, the

discussed work is just a compilation. It can be more beneficial, if it is discriminated with the problems of present era in the light of Quran and Sunnah.

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے تفردات

حضرت امام ابوحنیفہ کا شمار اول درجہ کے مجتہدین میں ہوتا ہے۔ آپ کو کم از کم سات صحابہ کرامؓ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔(۱) امام ابوحنیفہ کی پیدائش کوفہ میں ۸۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا اصل نام نعمان اور والد محترم کا نام ثابت تھا۔ آپ کے خانوادے میں سب سے پہلے آپ کے دادا نے اسلام قبول کیا تھا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب سیدنا علی مرتضیٰؓ مسند خلافت پر رونق افروز تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے دادا اپنے بیٹے ثابت کے ساتھ حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر بھی ہوئے تھے۔ اس وقت ثابت بچے تھے۔ سیدنا علی مرتضیٰؓ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعائے برکت کی جسے اللہ نے یقینی طور پر حضرت الامام کی صورت میں شرف قبولیت عطا فرمایا۔(۲)

امام اعظم ان عظیم شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے تمام عمر علم کے حصول اور اس کے نشر کیلئے وقف کر دی۔ آپ تمام عمر مذہبی، سماجی اور معاشرتی وغیرہ حالات پر غور وتدبر اور تفکیر میں مبتلا رہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں آپ نے کئی مسائل کا اخذ کیا جو آنے والی کئی نسلوں کیلئے نفع بخش ثابت ہوئے۔ آج بھی آپ کے اجتہادات سے ایک بڑا طبقہ مستفید ہو رہا ہے۔ امام اعظم نے اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے کئی غیر منصوص احکامات کا استخراج فرمایا ہے اور اپنی اس کوشش میں آپ نے صرف نص کا ہی خیال نہیں رکھا بلکہ اس سے استدلال بھی فرمایا ہے۔

مولانا ظفر اقبال تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''ہر دور میں تاریخ کا دھارا موڑ دینے کی صلاحیت رکھنے والی عظیم اور عبقری شخصیات موجود رہی ہیں اور ان پر عظیم تصنیفات وتالیفات کے ذریعے التفات بھی کیا گیا ہے۔ لیکن تاریخ کی کچھ شخصیات انتہائی مظلوم بھی ہیں۔ جن کے پاکیزہ دامن پر ہر زمانے کے کچھ سفہاء اور حمقاء گھٹیا الزامات لگاتے رہے ہیں جن میں سب سے زیادہ مظلوم شخصیت حضرت امیر معاویہؓ کی ہے جن کا جرم صرف اتنا تھا کہ وہ یزید کے ابا تھے لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ وہ آپ ﷺ کے رشتے دار صحابی، کاتب وحی اور مسلمانوں کے عادل خلیفہ تھے۔ اسی طرح تاریخ کی دوسری مظلوم شخصیت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی ہے۔ جنہیں ہر زمانے میں بالخصوص اور عصر حاضر میں بالعموم اس طرح مورد طعن وتشنیع بنایا جاتا ہے جیسے معاذ اللہ وہ اسلام کے دشمن ہوں۔ امام صاحب کا جرم صرف اتنا ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی بے شمار نعمتوں میں سے ایک اہم ترین نعمت عقل کو استعمال کر کے بہت سے غیر منصوص احکامات کا استخراج کر لیتے ہیں یا دو متضاد چیزوں کا تضاد دور کر دیتے ہیں۔ یا دو میں سے کسی ایک کو ترجیح دے لیتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ جرم اتنا سنگین ہے کہ آج تک اسے معاف نہیں کیا گیا'' (۳)

امام اعظمؒ نے اتنے کثیر التعداد مسائل کا استنباط کیا ہے کہ تمام پر بھی غور و خوض کرنے کے لئے ایک عمر درکار ہے۔الجواہر المنیر ہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ نے تراسی ہزار مسائل کا استنباط کیا ہے جن میں سے اڑتیس ہزار کا تعلق عبادات سے ہے اور باقی کا تعلق معاملات سے ہے۔(۴)

امام اعظم نے صرف وہی مسائل بیان نہیں فرمائے جو دلیل قطعی اور ظنی سے ثابت تھے بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں قیاس آرائی فرماتے ہوئے وقت بضرورت ،اور حالات کے اعتبار سے متعدد مسائل پر بحث فرمائی ہے۔آپ کی اس علمی کاوش کی تدوین کرکے ،عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ان مسائل پر نظر ثانی کی جائے تو یہ ایک بڑا علمی ،تحقیقی اور نفع بخش کام ہو سکتا ہے۔مگر اس کام کے لئے وقت ،توجہ ،یکسوئی ،خلوص ،جدوجہد اور استقامت کی ضرورت ہوگی۔فی الوقت ،وقت کی کمی کے باعث چند تفردات امام اعظم پیش نظر ہیں ،جو اب تک میرے اس مختصر سے مقالے کا حصہ بن رہے ہیں۔انشاءاللہ اس پر مزید کام جاری رہیگا اور توفیق کے حساب سے جتنا معیاری کام ہو سکا اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعی میں کاربند رہوں گا۔

ا۔صلوۃ الاستسقی

امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ طلب باراں کے لئے نماز جماعت کے ساتھ مسنون نہیں ہے۔اگر لوگ تنہا تنہا پڑھیں تو جائز ہے۔استسقاء تو صرف دعا و استغفار ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ سنت سے مراد وہ فعل ہوتا ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے بطریق مواظبت کیا ہو اور کبھی کبھی تعلیم جواز کیلئے ترک کیا ہو۔نماز استسقاء میں یہ بات نہیں ہے کیونکہ متعدد روایات میں صرف دعا پر اکتفاء ہے۔چنانچہ غزوہ تبوک میں جاتے وقت حضرت عمرؓ کی طویل حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی التجاء پر دعا کے لیے دست مبارک اٹھائے تو ناگاہ ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا اور اس نے جھوم کر پانی برسا دیا۔(۶) کوثری نے لکھا ہے کہ ابوحنیفہؒ کے نزدیک استسقاء میں نہ خطبہ ہے نہ نماز بلکہ گڑگڑانا اور استغفار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمان ہے کہ:

ویاقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا.(۷)

''اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر رجوع لاؤ اس کی طرف۔چھوڑ دے تم پر آسمان کی دھاریں''

اللہ تعالیٰ نے مینہ برسنے کا مدار صرف استغفار پر رکھا ہے اور احادیث صحیحین میں انسؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص مسجد شریف میں داخل ہوا اور اس نے کہا چوپائے اور اموال ہلاک ہو گئے۔آپ دعا فرمائیں کہ اللہ ہماری فریاد قبول کرلے۔رسول ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور اللہ سے دعا کی۔ثوری نے سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ عطاء بن مروان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں استسقاء کے واسطے حضرت عمرؓ کے ساتھ نکلا آپ نے صرف آیت استغفروا ربکم پڑھی۔اسی طرح کوثری نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ استسقاء میں توبہ و استغفار کے قائل ہیں البتہ آپ کے صاحبین بوجہ بعض روایات کے نماز کی سنیت کے قائل ہیں۔(۸)

۲۔رفع یدین

امام اعظم ابوحنیفہؒ رفع یدین سے متعلق فرماتے ہیں:

لم یصح عن رسول اللہ ﷺ فیہ شیئی.

آنحضرت ﷺ سے اس کے متعلق صحت کے ساتھ کچھ ثابت نہیں ہوا ہے۔

امام طحاوی نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے صرف تکبیر افتتاح کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ محمد نے عبدالعزیز بن حکیم سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ انہوں نے نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھائے تکبیر افتتاح کے لئے اور اس کے بعد ہاتھ نہیں اٹھائے (۹)

شرح معانی الآثار میں براء بن عازب کی روایت ہے کہ رسول ﷺ جب نماز شروع کرنے کیلئے تکبیر تحریمہ کہتے تو آپ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے ثم لا یعود پھر اس کا اعادہ نہیں کرتے۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ کی روایت ہے کہ رسول ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا، کیا بات ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ بلند کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کفوا ایدیکم و اقیموا الصلوۃ. (۱۰)

''اپنے ہاتھ روکو اور قائم کرو نماز''

زجاجۃ المصابیح کے مصنف نے یہ آیت لکھ کر لکھا کہ کنز مدفون کے مصنف نے کہا ہے کہ اس میں انتقالات کے وقت رفع یدین نہ کرنے کا استدلال ہے۔ عینی نے لکھا ہے، رفع یدین کی روایت سے مخالف نے استدلال کیا ہے۔ حالانکہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین کیا گیا اور پھر وہ منسوخ ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک شخص کو رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا، آپ نے اس سے کہا:

لاتفعل فان ھذا شیئی فعلہ رسول اللہ ﷺ ثم ترکہ. (۱۱)

''رفع یدین نہ کرو کیونکہ رسول ﷺ نے رفع یدین کیا تھا، اور پھر چھوڑ دیا تھا''

۳۔ عمل ایمان کا جز نہیں

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک عمل ایمان کا جز نہیں ہے۔ آپ سے منقول ہے کہ اہل زمین اور اہل سماوات کا ایمان ایک ہے۔ اور اولین و آخرین اور انبیاء و مرسلین کا ایمان واحد ہے۔ کیونکہ ہم سب اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ فرائض بہت ہیں اور مختلف ہیں۔ کسی امت میں کوئی شے حرام ہے دوسری امت میں نہیں ہے۔ ایمان ایک ہے اور سب ایماندار ہیں۔ اسی طرح کفر ایک ہے لیکن کافروں کی صفات کثرت سے ہیں۔ ہم سب اسی پر ایمان لائے ہیں جس پر اللہ کے رسولوں کا ایمان ہے۔ اگرچہ ایمان لانے میں ہم سب برابر ہیں لیکن ان کے ایمان کا ثواب ہمارے ایمان کے ثواب سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی طرح ان کی عبادت کا اجر ہماری عبادات سے بہت بڑھ کر ہے، اور اللہ ہم سے اس بیشی اور زیادتی کا طالب نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کے ایمان و طاعات کی بیشی اللہ کی طرف سے ہے، خصوصی عطیہ ہے۔ اللہ نے ہمارے حقوق میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ وہ حضرات امت کے رہبر اور اللہ کے امین ہیں۔ کوئی ان کی طاعات کی فضیلت نہیں پا سکتا، ان کے تمام امور (ثواب وغیرہ) کو نہیں

پا سکتا۔ ان کے لئے اضافہ درست ہے۔ اس میں کسی کی حق تلفی نہیں ہوتی ہے بلکہ لوگوں کو جو فضل ملا ہے اور اُن میں سے جو جنت میں جائیں گے اُن کی دعا سے جائیں گے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایمان کی حقیقت تصدیق ہے جو نہ بڑھتی ہے، نہ گھٹتی ہے اور اس کے فضل میں جو زیادتی ہوتی ہے وہ دوسری جہت سے ہوتی ہے۔ (۱۲)

۴۔ ماء المستعمل فی الوضوء

امام اعظم ابوحنیفہؒ وضو میں استعمال شدہ پانی کو نجاستِ غلیظہ قرار دیتے ہیں۔ آپ اس کا استنباط رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے فرماتے ہیں کہ مومن بندہ جب وضو کرتا ہے تو اُس کے گناہ جھڑتے ہیں۔ چونکہ گناہ نجاستِ غلیظہ ہیں اور وضو کا پانی ان گناہوں کو لے کر گرتا ہے تو وہ پانی بھی نجاستِ غلیظہ ہوگا۔

مولانا حنیف گنگوہی نقل فرماتے ہیں کہ ماء مستعمل روایت امام ابوحنیفہ کے نزدیک بروایت حسن بن زیاد نجس بنجاست غلیظہ ہے۔ (۱۳)

امام ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ مستعمل پانی پاک تو ہے مگر دوسری چیز کو پاک نہیں کر سکتا۔ اس سے دوبارہ وضو یا غسل نہیں کیا جا سکتا، ہاں حقیقی نجاست اس سے پاک کی جا سکتی ہے۔ (۱۴)

الغرض جو معروف روایت امام اعظم کی طرف منسوب ہے وہ یہی ہے کہ: 'ماء المستعمل طاهر ولكن لايطهر' ماء مستعمل پاک تو ہے مگر اُس سے پاکی حاصل نہیں کی جا سکتی۔ لیکن اگر پانی وضو کے لیے استعمال میں لایا گیا تو اُس مستعمل پانی کا شمار نجاست غلیظہ میں ہوگا اور نجاستِ غلیظہ ناپاک کر دیتی ہے۔ لہٰذا وضو اس احتیاط سے کیا جائے کہ اس کا مستعمل پانی جسم کے دیگر حصوں پر نہ لگے، نہ لباس پر کہ وہ لباس و جسم کو ناپاک نہ کر دے۔ آپ کی طرف منسوب ہے کہ آپ زہد و تقویٰ کے اتنے بلند و بالا درجہ پر فائز تھے کہ وضو کے پانی سے گناہوں کے جھڑتا دیکھا کرتے تھے۔ اسی لئے آپ نے اسے نجاستِ غلیظہ میں شامل فرمایا۔

۵۔ ماء قلیل اور ماء کثیر

تمام فقہاء کے نزدیک ماء قلیل نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے جب کہ ماء کثیر ناپاک نہیں ہوتا۔ فقہاء کرام میں اس کی مقدار پر اختلاف ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی رائے کے مطابق ماء کثیر کا اطلاق اس مقدار پر ہوتا ہے کہ اگر اس پانی کو ایک طرف سے حرکت دی جائے تو اس کے دوسرے کنارے میں حرکت اور ہلچل پیدا نہ ہو جس کا تعین متاخرین نے دہ در دہ سے کیا ہے۔ اس سے کم مقدار ماء قلیل میں شمار ہوگا اور نجاست گرنے سے ناپاک ہو جائے گا۔ جیسا کہ صاحبِ قدوری نقل فرماتے ہیں کہ:

> وكل ماء دائم اذا وقعت فيه نجاسة لم يجز الوضوء به قليلا كان او كثيرا لان النبي ﷺ امر بحفظ الماء من النجاسة فقال لايبولن احدكم في الماء الدائم ولايغتسلن فيه من الجنابة. (۱۵)

پھر آپ ماء کثیر کی مقدار کے حوالے سے امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مذہب بیان فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> والغدير العظيم الذي لا يتحرك احد طرفيه بتحريك الطرف الاخر اذا وقعت فيه

احد جانبیه لنجاسة جاز الوضوء من جانب الاخر لان الظاهر ان النجاسة لا تصل الیه.

"اور وہ بڑا تالاب جس کی ایک جانب حرکت دینے سے دوسری جانب متحرک نہ ہو، جب اس میں کسی جانب سے نجاست گر جائے تو دوسری طرف وضو کرنا جائز ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ نجاست اس طرف نہ پہنچی ہوگی"(۱۶)

دیگر فقہاء کے مذہب کا مشاہدہ کیا جائے تو امام شافعی کے نزدیک ماء قلیل دو مٹکوں کی مقدار سے کم پانی ہے اور اس کے برابر یا اس سے زیادہ ماء کثیر کے حکم میں آئے گا۔ امام مالک کے نزدیک وہ پانی ماء قلیل کے حکم میں ہے جس میں نجاست گرنے سے اس کے اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو اور مزہ) میں سے کوئی ایک وصف تبدیل ہو جائے ورنہ وہ کثیر کے حکم میں ہوگا۔ تحقیقی نظر سے اگر دیکھا جائے تو امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا مذہب سہولت پر مبنی ہے۔ جبکہ امام اعظمؒ کا احتیاط پر مبنی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دینی معاملات میں احتیاط ہی زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ اس لئے جہاں دہ در دہ سے کم مقدار پانی میں نجاست گر جائے اور وہاں دوسرا پانی مل سکتا ہو تو امام اعظمؒ کے مذہب پر ہی عمل کرنا چاہیے اور اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا پانی موجود نہ ہو تو امام مالک کے مذہب پر عمل کر کے وضو اور نماز ادا کر لینے والے کو گنہگار یا حرام کا مرتکب نہیں سمجھا جائے گا۔(۱۷)

۶۔ دشمن کے علاقے میں قرآن پاک لے کر جانا

امام اعظمؒ کے مذہب میں اس باب میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ اگر مسلمان کا لشکر عظیم ہو اور اس امر سے امن ہو کہ قرآن مجید کفار کے ہاتھ نہ لگے تب تو وہاں لے جانا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔ کمافی الھدایہ اور خبر واحد سے کراہت ہی ثابت ہو سکتی ہے۔(۱۸)

امام صاحبؒ کے اس استنباط پر حافظ صاحب اعتراض فرماتے ہوئے یہ حدیث پیش فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا دشمنوں کے ملک (یعنی دار الحرب) میں قرآن لے جانے سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن کے ہاتھ لگ جائے (اور وہ اس کی بے تعظیمی کریں)۔ اس روایت کے بعد حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں اور اس میں حدیث کی مخالفت ہے۔(۱۹)

معاملہ یہ ہے کہ امام اعظمؒ نے اُس حکمت کو تلاش کیا ہے جس کے باعث آپ ﷺ نے فرمایا کہ دار الحرب میں قرآن پاک لے کر نہ جاؤ۔ اور اس حکمت کے تحت آپ کا مذہب بھی حدیث رسول اللہ ﷺ کے عین مطابق ہے۔ اور وہ یہ حکمت ہے کہ اگر دشمن کی زمین پر قرآن پاک لے کر جایا جائے تو اُس کی بے حرمتی کا خدشہ ہو سکتا ہے کہ کہیں دشمن اسکی بے تعظیمی نہ کریں۔ پس قرآن دار الحرب میں جانے کی ممانعت ایسی صورت میں کی گئی ہے کہ جس میں اس کی تعظیم پر ذرا بھی خطرہ آئے۔ بصورت دیگر اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ قرآن دار الحرب میں لے جایا جائے۔

۷۔ مردے پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا

امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ مردے پر دوبارہ نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے۔ جس کے باعث ان پر اعتراضات بھی ہوئے ہیں جیسا کہ حافظ صاحب نے مختلف احادیث والدعلی جواز تکرار صلوۃ الجنازہ کی روایت کی ہیں۔ جہاں تکرار حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ وہاں اس کی وجہ بھی ثابت ہے اور یہ کہ آپ کی نماز کی برکت سے قبر کی ظلمت یقیناً دفع ہو جاتی تھی۔(۲۰)

چنانچہ بخاری ومسلم نے روایت کی ہے: عن ابی هريرة ان النبی ﷺ صلیٰ علی قبر امراة او رجل کان يقم المسجد ثم قال ان هذه القبور مملوءة علی اهلها ظلمة وان الله ينورها بصلوتی عليهم كما فی الزيلعی. اور یہ برکت کسی دوسری میں متحقق اور ثابت نہیں۔ پس تکرار صلوۃ جنازہ خصوصیات نبویہ ﷺ میں سے ہے نیز اسعد بن عبد اللہ تعالیٰ کا عمل بعد آپ کی وفات کے ثابت ہو جاتا ہے تب بھی عموم کا قائل ہونا ممکن تھا لیکن ثابت ہی نہیں۔ (۲۱)

۸۔ حمل کا انکار کرنے پر لعان کرنا

امام اعظمؒ سے منسوب کیا جاتا ہے کہ ابوحنیفہ حمل کے انکار سے لعان تجویز نہیں فرماتے۔ (۲۲)

حدیث پاک ہے:

حدثنا عبدة عن الاعمش عن ابراهيم عن علقمه عن عبدالله (ابن مسعود) ان النبی ﷺ لاعن بين رجل امراة وقال عسی ان تجئی به اسود جعدا.

''نبی کریم ﷺ نے ایک میاں بیوی میں لعان کرایا اور فرمایا قریب ہے تو کالا گھنگر والے بالوں والا بچہ جنے گی سو وہ ویسا ہی جنی''

جناب رسول اللہ ﷺ کو حمل کا وجود بذریعہ وحی کے متحقق ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قریب ہے تو اس صفت کا بچہ جنے گی جیسا کہ ظاہر ہے اور دوسرے شخص کو اس کا علم یقینی حاصل نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ حمل نہ ہو کوئی اور مرض ہو اور لعان کے الفاظ نہایت شدید ہیں پس اس میں احتیاط ضروری ہے۔ اس لئے امام صاحب نے اس حدیث کو استدلال کیلئے کافی نہیں سمجھا۔ (۲۳)

الغرض یہ کہ امام صاحبؒ نے یہاں بھی احتیاط سے کام لیا اور حکمت عملی کو سمجھتے ہوئے عقل سے قیاس فرمایا ہے جس کو سمجھا جائے تو امام صاحب کے مذہب کی تائید کرنے میں کوئی بعید نہیں۔

مصادر ومراجع

۱۔ مولانا محمد ظفر اقبال، الطریق الاسلام مسند الامام اعظمؒ مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد، ص ۴۲

۲۔ مولانا محمد ظفر اقبال، الطریق الاسلام مسند الامام اعظم، مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد، ص ۴۲،۴۳

۳۔ مولانا محمد ظفر اقبال، الطریق الاسلام مسند الامام اعظمؒ مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد، ص ۴۳

۴۔ مولانا محمد ظفر اقبال، الطریق الاسلام مسند الامام اعظمؒ مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد، ص ۲۱

۵۔ امام احمد بن محمد القدوری، المختصر للقدوری، کتاب الطہارۃ، قدیمی کتب خانہ، سن ندارد، ابوالحسین، ص ۶

۶۔ مولانا حنیف گنگوہی، الحج النوری، ص ۱۶۴، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی، ستمبر ۲۰۰۲

۷۔ سورۃ ہود آیت ۱۴

۸۔ شاہ زید فاروقی ابوالحسن، سوانح امام اعظم ابوحنیفہ، تحقیق مرکز پرنٹرز لاہور، نومبر ۱۹۹۹ء، ص ۳۱۷،۳۱۸

۹۔ شاہ زید فاروقی، ابوالحسن، سوانح امام اعظم ابوحنیفہ، تحقیقی مرکز پرنٹرز لاہور، نومبر ۱۹۹۹، ص ۳۱۸

۱۰۔ القرآن، سورۃ النساء

۱۱۔ شاہ زید فاروقی، ابوالحسن، سوانح امام اعظم ابوحنیفہ، تحقیقی مرکز پرنٹرز لاہور، نومبر ۱۹۹۹، ص ۳۲۲، ۳۲۳

۱۲۔ شاہ زید فاروقی، ابوالحسن، سوانح امام اعظم ابوحنیفہ، تحقیقی مرکز پرنٹرز لاہور، نومبر ۱۹۹۹، ص ۳۳۱، ۳۳۲

۱۳۔ مولانا حنیف گنگوہی، الصبح النوری، ص ۱۵، تشکیل پریس کراچی، ستمبر ۲۰۰۲

۱۴۔ مولانا حنیف گنگوہی، الصبح النوری، ص ۱۵، تشکیل پریس کراچی، ستمبر ۲۰۰۲

۱۵۔ امام احمد بن محمد القدوری، المختصر للقدوری، کتاب الطھارۃ، قدیمی کتب خانہ، سن ندارد، ابوالحسین، ص ۶

۱۶۔ امام احمد بن محمد القدوری، المختصر للقدوری، کتاب الطھارۃ، قدیمی کتب خانہ، سن ندارد، ابوالحسین، ص ۶

۱۷۔ مولانا محمد ظفر اقبال، الطریق الاسلام، ص ۱۳۵، مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد

۱۸۔ مشتاق علی شاہ، امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات، بیرجی کتب خانہ گوجرانوالہ، جولائی ۲۰۱۰، ص ۱۰۷

۱۹۔ مشتاق علی شاہ، امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات، بیرجی کتب خانہ گوجرانوالہ، جولائی ۲۰۱۰، ص ۱۰۶

۲۰۔ مشتاق علی شاہ، امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات، بیرجی کتب خانہ گوجرانوالہ، جولائی ۲۰۱۰، ص ۱۱۱

۲۱۔ مشتاق علی شاہ، امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات، بیرجی کتب خانہ گوجرانوالہ، جولائی ۲۰۱۰، ص ۱۱۴

۲۲۔ مشتاق علی شاہ، امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات، بیرجی کتب خانہ گوجرانوالہ، جولائی ۲۰۱۰، ص ۱۱۶

۲۳۔ مشتاق علی شاہ، امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات، بیرجی کتب خانہ گوجرانوالہ، جولائی ۲۰۱۰، ص ۱۱۴

ڈاکٹر محمد شکیل اوج کی تصنیف

قرآن مجید کی آٹھ منتخب تراجم

(تیسری اشاعت)

مکتبہ قاسم العلوم، ملک اینڈ کمپنی، اردو بازار، لاہور

صفحات:282